مراسلہ خصوصی

مولانا عمیر الصدیق ندوی
رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ

روداد ''مذاکرہ علمی'' بعنوان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

افتتاح مرکز الشیخ ابی الحسن الندویؒ

للبحوث والدراسات الاسلامیة

حضرت شیخ الحدیثؒ سمینار اور مرکز الشیخ أبی الحسن الندوی للبحوث والدراسات الاسلامیة کے افتتاح کی تاریخوں کے تعین کے بعد سے ہی ملک اور بیرون ملک میں ان جلیل القدر ہستیوں کے عقیدت مندوں اور شیدائیوں کو ۲۴، ۲۵ مارچ ۲۰۰۴ء مطابق ۲، ۳ صفر ۱۴۲۵ھ کا شدت اور بے صبری سے انتظار تھا، جامعہ اسلامیہ اور بانی جامعہ کے لئے تو گویا ہر آنے والا دن بلکہ ہر آئندہ ساعت، فکر اور شوق کے جذبات میں اضافہ کرتی جاتی تھی، حضرت شیخ الحدیث اور مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ سے انتساب اور مناسبت، مہمانوں اور میزبانوں دونوں کے ذوق وشوق کو ظاہر ہے تیز تر کرنے والی تھی، مہمانوں کے استقبال، ان کے آرام وراحت، شرکاء کی سہولت اور خاطر خواہ انتظامات کی فکر وسعی، جامعہ کے ہر شخص بلکہ مظفر پور اور اعظم گڑھ کے ان تمام لوگوں کو قدرتی طور پر دامن گیر تھی جن کا تعلق کسی نہ کسی شکل میں بانی جامعہ مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہری و جامعہ اسلامیہ اور خود حضرت شیخ الحدیث اور حضرت مفکر اسلام سے تھا، چنانچہ دار العلوم ندوۃ العلماء سے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، حضرت مولانا سید واضح رشید ندوی اور ان کے بعض سرگرم رفقاء اور خد بانی جامعہ ابوظہبی سے قریب ڈیڑھ مہینے قبل تشریف لائے اور واپس جا کر بھی برابر بلکہ روزانہ فون کے ذریعہ ہدایات دیتے رہے، اس عرصے میں جامعہ اسلامیہ نے معزز مہمانوں کی آمد او قیام کے لئے ہر ممکن کوشش کی تیاری میں خود کو مصروف رکھا، عمارتیں نئے رنگ وروغن سے آراستہ ہوئیں، چمن زاروں کو قدرت نے نئے برگ وبار اور پھولوں اور کلیوں سے سجانے میں بھی کمی نہ کی، مرکز الشیخ ابی الحسن کی نئی عمارت گل رعنا کی شکل میں حسن، دلکشی اور جاذبیت کے ایسے معیاروں سے روشناس ہوئی اور صاحب نسبت کی خوبیوں سے اس طرح نکھری کہ نظریں یہ کہنے پر مجبور ہوئیں کہ

اللہ رے حسن یار کی خوبی کہ خود بخود   رنگینیوں میں ڈوب گیا پیرہن تمام

مسجد، کتب خانہ، میوزیم، کمپیوٹر روم اور تمام عمارتیں اور چمن کا ہر گوشہ اور ہر روش اس طرح آراستہ ہوئی کہ دامن قلب و نظر ہر گام پر ان کی کشش سے کھینچتا رہا اور احساس یہ کہتا رہا کہ جا ایں جاست۔

۲۴، ۲۵ مارچ کی منتظر تاریخوں کے آتے آتے اعظم گڑھ سے بنارس تک شاہراہوں پر بلند و بالا استقبالی دروازے اپنے مہمانوں کی ترحیب کے لئے صف بہ صف استادہ ہو کر اپنے دامن کو چھو کر گزرنے والے ہر شخص کو یہ احساس اور پیغام دینے لگے کہ ۲۴، ۲۵ مارچ کو مظفر پور کی یہ دور افتادہ، خاموش اور پُر سکون بستی، علم وعمل کی ہر دو برگزیدہ اور گزشتہ صدی میں ہندوستان بلکہ عالم اسلام کی نمایاں ترین شخصیتوں کے مبارک ذکر اور منظر یادوں سے آباد، سرسبز اور شاد ہوگی، شیراز مشرق کی یہ سرزمین ایک بار پھر ایسے نفوس قدسیہ کے وجود اور ان کے مبارک سانسوں سے زندگی، حرکت اور سرشاری کی نعمتوں سے مالا مال ہوگی جو بے شبہ اس وقت عالم اسلام کی مذہبی و روحانی اور علمی و تحقیقی سرگرمیوں کے مرکز، آبرو اور سرمایہ کی حیثیت کے حامل ہیں۔ ایک وقت میں ایک جگہ اتنی تعداد میں اہل علم وفضل کا یہ اجتماع اس خطے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عنایات بے پایاں کا ایسا مظہر ہوگا جو جامعہ، بانی جامعہ اور اس خطہ کے تمام باشندوں کے لئے صرف یادگار ہی نہیں بلکہ حمد وشکر کا سزاوار بھی ہوگا۔

۲۴، ۲۵ مارچ سے قریب ایک عشرہ قبل حضرت بانی جامعہ ابوظہبی سے تشریف لائے اور مذاکرہ علمیہ کے انعقاد کی نوک پلک درست کرنے کا عمل بھی تیز تر ہو گیا، اعظم گڑھ اور اطراف و جوانب کے معززوں، ضلع انتظامیہ کے ذمہ داران، صحافت اور ذرائع ابلاغ کے نمائندوں، سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا، تعاون کے لئے یہ سب حاضر اور مستعد تھے، صاف ظاہر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو مقبول بندوں سے انتساب اور بانی جامعہ کے اخلاص کو قبولیت کا شرف بخش کر اپنی عنایتوں کا باب کرم وا کر دیا تھا۔

۲۳ مارچ کو ہرے بھرے کھیتوں اور باغوں کے درمیان جامعہ اسلامیہ کے نہایت خوبصورت اور پُر وقار احاطہ میں چہل پہل شروع ہوگئی اور شام ہوتے ہوتے مولانا عبداللہ کاپودری اور مولانا شبیر صاحب سالوجی کی آمد سے محسوس ہوا کہ جامعہ کے افق پر علم و تقویٰ کے ستارے طلوع ہونے لگے، اور جب ۲۴ تاریخ کا خورشید جہاں تاب روشن ہوا تو معلوم ہوا کہ علم و فضل کے سیاروں اور ستاروں سے جامعہ کی زمین رشک فلک بنی ہوئی ہے اور شیدائی اور عقیدت مند جگہ جگہ ہالے بنائے ہوئے اپنے اپنے ستاروں کے محور پر گردش کر رہے ہیں۔

مذاکرہ علمی کا خوبصورت پنڈال اور شاندار اسٹیج یادگار تقریبات کے لئے تیار ہو چکا تھا اور علماء فضلاء کی دید و شنید کے لئے لوگ پروانوں کی طرح وقت سے پہلے ہی وہاں جمع ہو چکے تھے، قریب دس بجے مرکز الشیخ کی افتتاحی مجلس کی مسند صدارت پر جناب مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی معتمد دارالعلوم ندوۃ العلماء رونق افروز ہوئے، موصوف صرف دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ہی معتمد نہیں بلکہ ان کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا بھی اعتماد کامل حاصل رہا،

حضرت مولانا ندویؒ اور ندوۃ العلماء کی دعوت وفکر کے بزرگ ترین سفیر کی حیثیت سے ان کی شہرت ہے‘ ان کے ساتھ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ اور بانی جامعہ مولانا تقی الدین صاحب ندوی‘ اور جناب مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی نے بھی شہ نشین کرسیوں کو رونق بخشی‘ اس افتتاحی جلسہ کی نظامت نوجوان صالح مولانا فیروز اختر ندوی مدیر مرکز الشیخ الندوی کے سپرد کی گئی جنہوں نے تلاوت قرآن مجید کے لئے جامعہ کے استاد قاری مسعود احمد کو دعوت دی اور اس طرح کلام ربانی سے اس مجلس عرفانی کا بابرکت آغاز ہوا‘ اس کے بعد جناب منشی شکیل احمد بستوی صاحب نے مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھیؒ کی‘ درد وسوز میں ڈوبی ہوئی ایک نظم پیش کی‘ پھر تین طالب علموں نے جامعہ کا ترانہ اس طرح پیش کیا کہ ایک سماں بندھ گیا‘ خطبہ استقبالیہ بانی جامعہ نے پیش کیا‘ لیکن لکھے ہوئے خطبے سے زیادہ مولانا نے زبانی اپنے جذبات کا اظہار کیا‘ حضرت شیخ الحدیثؒ اور حضرت مولانا علی میاںؒ کی محبتوں اور عنایتوں کے بیان میں ان کی آنکھیں نم ہوگئیں‘ پلکوں پر یہ ستارے قریب پچاس سال کی یادوں کو منور کر گئے‘ انہوں نے اس سیمینار کے انعقاد کی غرض وغایت بیان کرنے کے ساتھ اعظم گڑھ اور بیرون اعظم گڑھ کے ہر مخلص معاون کے لئے جذبات تشکر کا اظہار کیا‘ وقت کی تنگی نے اختصار کے لئے مجبور ضرور کیا لیکن ؎

کبھی فرصت سے سن لینا عجب ہے داستاں میری

نے اس اختصار کو بھی اثر اور جامعیت کے لحاظ سے بڑی کیفیت بخش دی‘ خطبہ استقبالیہ کے بعد ناظم جامعہ اور ’’الولد سر لابیہ‘‘ کے حقیقی مصداق ڈاکٹر ولی الدین ندوی استاذ حدیث جامعہ دبئ نے جامعہ کی ایک مختصر لیکن نہایت جامع روداد پیش کی‘ وہ ایک روز قبل ہی ابوظہبی سے آئے اور بجائے گھر جانے کے سیدھے جامعہ پہونچے اور پھر ہمہ تن عمل ہوگئے‘ ان کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے تقدیمی کلمات ادا کئے‘ مولانا مدظلہ کی تقریر بھی مختصر اور سادہ تھی‘ لیکن حضرت کی سادہ شخصیت کی طرح ان کی تقریر کے متعلق یہی تاثر برحق ہے کہ

بات میں سادہ وآزاد معانی میں دقیق

مولانا عبداللہ عباس ندوی کے صدارتی کلمات کی اثر انگیزی بتارہی تھی کہ ملت کے دو انتہائی قابل احترام بزرگوں کی روحانی توجہات کا آغاز ہو چکا ہے اور ان کے معتقدین کی زبانوں پر بے اختیار ایسے مضامین جاری ہو رہے ہیں جن کا سرچشمہ محض عالم غیب ہے‘ اسے القاء کہیئے یا الہام‘ بات یہی تھی کہ ؎

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں

یہ ساری باتیں ان شاء اللہ حرفاً حرفاً شائع ہوں گی‘ اس روداد کا اختصار ان کی تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا‘ بانی جامعہ کے اظہار تشکر کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے اپنے دست مبارک سے مرکز یا لشیخ کی عمارت کا صدر دروازہ کھول کر افتتاح فرمایا‘ اس طرح مرکز الشیخ کی اس افتتاحی تقریب کی تکمیل ہوئی‘ شرکاء جلسہ نے

اس موقع پر مرکز کی شاندار عمارت اور اس کے وسیع وعریض کتب خانے کی زیارت کی اور ایک مختصر چائے کے وقفہ کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدنیؒ سمینار کی افتتاحی نشست کا باقاعدہ آغاز حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کی صدارت اور جناب مولانا نذر الحفیظ ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی نظامت میں ہوا' قاری عامر صاحب کی تلاوت کے بعد حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے کتاب ''اوجز المسالک'' کا اجراء فرمایا' جو اٹھارہ جلدوں میں بانی جامعہ کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ بیروت سے شائع ہوئی ہے اس کے بعد بزرگ شاعر اور جامعہ اور ''الشارق'' کے خاص قدرداں جناب فاخر جلال پوری کے کلام کے بعد بانی جامعہ مولانا ندوی مظاہری مدظلہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا' اور اس موقع پر بھی تحریر سے زیادہ ان کی گفتگو موثر رہی' جس میں حضرت شیخ کی عنایات وتوجہات کا ذکر محبت وعقیدت کے ایسے لہجہ میں تھا کہ سننے والوں کی تمنا تھی کہ کاش یہ لمحات دراز ہوتے جائیں' مولانا مدظلہ نے اس موقع پر اپنے مرشد حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھیؒ اور حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند' اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی کا ذکر بھی کیا' بعض کبار علمائے ہند کے ساتھ شیخ محمد علوی مالکی' ڈاکٹر نورالدین عتر استاد حدیث دمشق یونیورسٹی شیخ محمد عوامہ' مولانا یوسف متالہ خلیفہ حضرت شیخ الحدیث لندن کے خطوط' مقالات اور پیغامات کا ذکر کر کے ان کا شکریہ ادا کیا' اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے صاحبزدہ گرامی حضرت مولانا محمد طلحہ صحاب کاندھلوی اور ان کے ممتاز متوسلین اور صاحبان اجازت وخلافت کا تعارف بھی پیش کیا ان میں شیخ محمد اسماعیل بدات مدینہ منورہ' مولانا شبیر صاحب سالوجی جنوبی افریقہ اور مولانا عبداللہ کاپودری کناڈا' شیخ مفتی محمد اسماعیل کچھولوی لندن جیسی شخصیتیں شامل تھیں' ان حضرات نے بھی اس موقع پر اپنے جذبات واحساسات کے اظہار سے گریز نہیں فرمایا' اخلاص وللّٰہیت اور علم حدیث سے نسبت عالیہ اور فنائیت فی الشیخ کے لحاظ سے یہ حضرات جس مقام بلند پر فائز ہیں' اس کا ایک ہلکا اندازہ ان کے کلمات مبارکہ سے کیا جاسکتا ہے' ان حضرات کی گفتگو اور صاحب معرفت وطریقت مولانا قمر الزمان الہ آبادی کی اس موقع پر مختصر تقریر بھی ان شاء اللہ پردہ تحریر پر ظاہر ہوگی' صدر نشست اور بانی جامعہ کے شکریے اور حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند کی دعا پر یہ نشست اختتام کو پہونچی۔

اسی ۲۴ تاریخ کو عصر کی نماز کے بعد طلبائے جامعہ کی تعلیمی وثقافتی سرگرمیوں کی ایک مختصر اور دلچسپ جھلک پیش کی گئی' مسجد کے زیر سایہ وسیع سبزہ زار پر عامر وصاف نے اردو اور صفی اللہ نے عربی میں تقریریں کیں' اور ایک دلچسپ عربی مکالمہ ''السنۃ النبویۃ وحجیتھا فی الاسلام'' کے موضوع پر ہوا' جس میں سید جمشید احمد (متعلم عالیہ ثالثہ شریعہ) نواب عالم (متعلم عالیہ ثانیہ شریعہ) احتشام الحق (متعلم عالیہ اولیٰ شریعہ) زاہد اختر (متعلم عالیہ اولیٰ شریعہ) اور بانی جامعہ حضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی کے ہونہار حفید فرید الدین (متعلم ثانویہ خامسہ)

نے برجستہ بحث و مباحثہ میں عربی زبان میں خیالات کا اظہار بڑے سلیقہ سے کیا' مولانا سید محمد رابع ندوی اور مولانا عبداللہ عباس ندوی نے اس موقع پر بچوں کو نصیحتوں سے سرفراز فرمایا۔

مغرب کی نماز کے بعد سمیناری مقالات کی نشست حضرت شیخ الحدیث کے مخلص و فعال عقیدت مند مولانا عبداللہ کاپودری کی صدارت میں ہوئی' مولانا کاپودری کا ذکر آچکا ہے ان کی شخصیت کی سادگی' دلنوازی بجائے خود بڑی دلکش ہے' اس سیمنار کے اکثر حاضرین کو پہلی بار ان کی زیارت کی سعادت حاصل ہورہی تھی' سیمنار کے برکات میں یہ زیارت کچھ کم نہیں' نظامت جامعہ ملیہ دہلی کے شعبہ عربی کے پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد خان کے حصہ میں آئی' اس نشست میں کل سات مقالات پیش کیے گئے' مقالات اور مقالہ نگا حضرات کی تفصیل اس طرح ہے:

مقالہ نگار	عنوان مقالہ
حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی	حضرت شیخ الحدیث کی لامع الدراری امتیازات و خصوصیات
حضرت مولانا سعود عالم صاحب قاسمی	حضرت شیخ الحدیث کا علم حدیث میں مقام
حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی	حضرت شیخ الحدیث اور ان کی فقیہانہ نظر
حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی	حضرت شیخ الحدیث اور ان کے درس کی امتیازی خصوصیات
حضرت مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی	حضرت شیخ الحدیث اور عامۃ المسلمین
حضرت مولانا عبداللہ معروفی صاحب	فضائل اعمال پر ناقدین کے اعتراضات کا جائزہ
حضرت مولانا سید سلمان حسینی صاحب ندوی	العلامۃ الکاندھلوی و منھجہ فی اوجز المسالک

اس فہرست سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ کس پایہ اور شان کی نشست تھی' ہر مقالہ پر مغز اور پر از معلومات' سامعین کی محویت اور استغراق کا یہ عالم کہا یک لفظ کا چھوٹنا بھی جیسے گوارہ نہیں تھا' ان مقالات سے اب استفادہ ان کے چھپنے پر ہوگا' تاہم یہ احساس عام تھا کہ مولانا عبداللہ عباس ندوی کے قلم گہر بار نے حضرت شیخ اور عامۃ المسلمین کے موضوع کو عجب تب و تاب بخش دیا' حضرت شیخ کی شخصیت اور کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ میں ان کا ذکر سننے والوں کو عرصے تک لطف و لذت سے سرشار کرتا رہے گا' مفتی ابوالقاسم صاحب بنارسی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنارس نے تو مقالہ پیش ہی کیا' انہوں نے بنارس میں سیمنار کے مہمانوں کے استقبال اور راحت کی ذمہ داری جس اپنائیت سے پوری کی اس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی دے گا' بنارس کی ساری ذمہ داریوں کو انہوں نے اپنے سر لے کر ذمہ داریاں کو انہوں نے اپنے سر لے کر ذمہ داران جامعہ کو گویا فارغ البال کردیا' اس نشست میں بلکہ ہر نشست میں اگرچہ شہ نشین سے ایک شخصیت طبیعت کی سادگی اور نمود وظہور سے نفور کی وجہ سے دور رہی تاہم ایک گوشہ میں خاموش اور سر جھکا کر بیٹھنے کی ادا کی وجہ سے وہ ہزاروں نگاہوں کا مرکزی رہی' یہ شخصیت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی خلف الرشید حضرت شیخ الحدیثؒ کی تھی' ان

کی اس فقیرانہ جمال کا اثر ان کے خاص ہم نشینوں مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور اور مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری کی شخصیتوں میں محسوس کیا جارہا تھا' مولانا کاندھلوی مدظلہ کی دعا اور موذن کی اذان عشاء پر اس نشست کا اختتام ہوا۔

۲۵ مارچ' سیمنار کا دوسرا اور آخری دن تھا' ۱۰ بجے مذاکرہ کی دوسری نشست شروع ہوئی مسند صدرات پر مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی اور کرسی نظامت پر مولوی سید جاوید احمد ندوی متمکن ہوئے' مولوی ابرار حسن کی تلاوت کلام پاک سے کاروائی کی ابتدا ہوئی اور مقالات سے پہلے جناب مولانا احمد دیولا ناظم مدرسہ جامعہ علوم القرآن نے جو جمبوسر گجرات سے آئے تھے' مختصر لفظوں میں حضرت شیخ' بانی جامعہ اور جامعہ کے تعلق سے اظہار خیال کیا' نشست میں کل ۹ مقالات پڑھے گئے' جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

مقالہ نگار:	عنوان مقالہ
حضرت مولانا علاء الدین صاحب ندوی	حضرت شیخ کی آپ بیتی کی ادبی وتاریخی اہمیت
حضرت مولانا نسیم اختر صاحب ندوی	حضرت شیخ اپنی کتاب فضائل حج کے آئینہ میں
حضرت مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی	الکوکب الدری کی اہم خصوصیات
حضرت مولانا فہیم اختر صاحب ندوی	حضرت شیخ الحدیث ایک نابغہ روزگار شخصیت
حضرت مولانا عبیداللہ صاحب اسعدی	الفیض السمائی تعارف وتبصرہ
حضرت مولانا ڈاکٹر یاسین مظہر صاحب صدیقی ندوی	حضرت شیخ اوراوجز المسالک
حضرت مولانا عمیر الصدیق صاحب ندوی	اوجز المسالک مزایاہ وخصائصہ
حضرت مولانا جمشید احمد صاحب ندوی	حضرت شیخ الحدیث کی چند اردو تصانیف

عنوانات کے تنوع سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ نشست بھی بڑی مفید اور بیش بہا معلومات سے پر رہی جناب مولانا برہان الدین سنبھلی' ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی ندوی' مولانا عبیداللہ اسعدی وغیرہ کسی بھی سیمنار کے وقیع اور کامیاب ہونے کے ضامن ہیں' پنڈال حسب معمول سامعین سے معمور تھا ہمہ تن گوش مجمع کی محویت کو چائے کے وقفہ نے توڑا اور معاً بعد آخری نشست کے آغاز کا اعلان کیا گیا جس کے مسند صدارت کو مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے زینت بخشی' شہ نشین پر مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند اور بانی جامعہ بھی جلوہ افروز تھے' نظامت کے فرائض کی ذمہ درای مسلم یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے پروفیسر مولانا سعود عالم قاسمی نے سنبھالی' حضرت مولانا محمد سالم قاسمی کے کلمات نصائح کے بعد مقالات پیش کیے گئے' یہ کل ۱۰ تھے تلک عشرۃ کاملۃ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مقالہ نگار	عنوان مقالہ
حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب	حضرت شیخ کے مخطوطات اور غیر مطبوعہ رسائل ایک جائزہ
حضرت مولانا شفیق احمد خان صاحب ندوی	جزء حجۃ الوداع وعمرات النبی ﷺ پر ایک نظر
حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اصلاحی	اوجز المسالک کا شروح موطا میں مقام
حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب رومی	حضرت شیخ الحدیث اور ان کی فقہی خدمات
حضرت مولانا زر محمد ولی رحمانی صاحب	رشتہ ذرہ کا ماہتاب سے
حضرت مولانا یحییٰ صاحب نعمانی	حضرت شیخ الحدیث اور بذل المجہود
حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب رحمانی (مولانا عبداللہ صاحب معروفی نے پیش کیا)	حضرت شیخ کے مکتوبات......ایک جائزہ
حضرت مولانا محمود صاحب حسنی ندوی	حضرت شیخ کے مکتوبات......ایک جائزہ
حضرت مولانا واضح رشید صاحب حسنی ندوی	العلامۃ الکاندھلوی والعشق النبوی
حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی	حضرت شیخ الحدیث کی بعض تصانیف اور ندوۃ العلماء
حضرت مولانا نور الحسن صاحب راشد کاندھلوی	حضرت شیخ کا روزنامچہ ایک جائزہ

ہر مقالہ خوب سے خوب تر تھا' مولانا عبدالقدوس رومی مفتی شہر آگرہ کا مقالہ ان کی موجودگی میں انکے صاحبزادے جناب مولانا مجد القدوس نے پیش کیا' جناب مولانا زر محمد ولی رحمانی صاحب کے تاثراتی مضمون نے تو الگ ہی سماں باندھا' جناب مولانا واضح رشید ندوی کا مقالہ عربی زبان میں تھا جس کو مولوی فیروز اختر ندوی نے پیش کیا' صدر نشست مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی نے پہلے تو حضرت شیخ الحدیث کے بارے میں اپنے تعلق اور واقعات کا اظہار کیا پھر اپنے مقالہ کے جستہ جستہ مقامات بھی سنائے' مولانا اعظمی ندوی کا تاثر دوسرے اصحاب کے بارے میں یہ تھا کہ حضرت شیخ کی برکت سے کہنے والوں کے الفاظ میں الہامی تاثیر پیدا ہوگئی تھی' خود انکے تاثرات کے متعلق بھی اسی کیفیت کو محسوس کیا گیا' آخر میں ناظم جامعہ اسلامیہ ڈاکٹر ولی الدین صاحب ندوی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور ضیافت کی راہ میں آنے والی ہر تکلیف کے لئے معذرت کا اظہار کیا' انہوں نے سیمنار میں پیش کئے گئے خیالات کی روشنی میں واضح کیا کہ حضرت شیخ الحدیث کی کتابوں اور ان کے غیر مطبوعہ کاموں کو اعلیٰ معیار کے ساتھ "مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی" کی جانب سے شائع کیا جائے گا' حضرت شیخ کی عدیم المثال مذہبی و علمی خدمات کے فروغ کے لئے انہوں نے اس توقع کا بھی اظہار کیا کہ اس قسم کے علمی مجالس کا سلسلہ جاری رہے گا' مندوبین کی جانب سے ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے جامعہ' بانی جامعہ اور تمام منتظمین کے شکریہ کا فریضہ انجام دیا اور بجا طور پر اظہار فرمایا کہ مہمانوں کو ادنیٰ سی تکلیف کا احساس نہ ہونے دینے میں یہ سیمنار عدیم المثال رہا۔

پروگرام کے مطابق مغرب کی نماز کے بعد اجلاس عام ہونا تھا' اس کے لئے جامعہ سے متصل' جامعہ کے ایک وسیع قطعہ آراضی پر ایک نہایت شاندار شامیانہ سایہ فگن تھا' جس میں تقریباً ساٹھ ہزار افراد کی نشست کی گنجائش تھی' یہ پنڈال بھی قدر آرام دہ اور خوبصورت تھا کہ کہنے والوں کے مطابق اعظم گڑھ میں اس سے پہلے کبھی اس شان کا پنڈال آراستہ نہیں کیا گیا تھا' مغرب کی نماز سے پہلے ہی لوگوں کی آمد کا تانتا بندھنے لگا' من کل فج عمیق'' کی عملی تفسیر سامنے تھی اور جب جلسہ شروع ہوا تو عالم یہ تھا کہ سامعین کی تعداد لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی' حد نظر تک بس ایک خلقت تھی جو ٹوٹی پڑ رہی تھی' سارے اندازوں کے برخلاف یہ بے مثال مجمع بس یہی ثابت کر رہا تھا کہ یہ حضرت شیخ الحدیث اور حضرت مولانا علی میاںؒ کی پاکیزہ نسبتوں اور داعیان جلسہ کی پاک صاف نیت کی برکت اور عنداللہ مقبولیت کا جیتا جاگتا نمونہ ہے اعظم گڑھ' مئو' مبارکپور کو تو قرب کی سہولت تھی لیکن گونڈہ' بستی' گورکھپور' پرتاپ گڑھ' الہ آباد' سلطان پور' جونپور' غازی پور اور بنارس سے آنے والے محبت وعقیدت کی ایک نئی داستان رقم کر گئے' مولانا سجاد نعمانی نے اس سیمنار اور جلسہ کو عدیم المثال قرار دیا' اور مولانا سید سلمان حسینی ندوی کی زبان سے بے اختیار یہ سچی بات نکلی کہ یہ جلسہ تاریخی بھی ہے اور تاریخ ساز بھی' الحمدللہ اس مرجعیت ومقبولیت کا اثر اس طرح ظاہر ہوا کہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی' مولانا محمد ولی رحمانی' مولانا سجاد نعمانی اور مولانا سلمان حسینی کی زبانوں سے معرفت وحقیقت کے چشمے رواں ہو گئے ایسی طاقتور' پراثر تقریریں کم کی جاتی اور کم سنی جاتی ہیں' مولانا محمد ولی رحمانی کی صدارت اور مولانا رئیس الشاکری ندوی اور مولانا سید جاوید احمد ندوی استاد جامعہ اسلامیہ کی نظامت میں یہ جلسہ تاریخ ساز کامیابی کی ایک نئی تاریخ لکھ کر ختم ہوا' جس کی یاد ہی مدت تک باقی نہ رہے گی بلکہ یقین ہے کہ اس کے مبارک اثرات بھی دیرپا ثابت ہوں گے' علوم دینیہ سے اشتغال' معاشرے کی اصلاح اور خود اپنی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دینا اور خیر امت کا مثالی کردار نبھانے کی ترغیب اس جلسہ کی روح تھی' امید ہے یہ روح زندہ اور تابندہ ہو کر اس علاقہ میں خاص طور پر اور امت مسلمہ میں عام طور پر احیاء اسلام تعمیر انسانیت کے لئے سرگرم عمل ہو گی' جلسہ کا اصل مقصد بھی یہی تھا اور جن بزرگان گرامی سے اس کی نسبت تھی ان کی زندگی کی اصل کہانی بھی بس یہ تھی' سیمنار اور جلسہ ختم ہوا' مندوبین اور شرکاء کے کچھ نام اس داستان میں آ گئے لیکن ایسے مندوبین بھی تھے جن کے مقالات وقت کی قلت کی وجہ سے پیش نہیں کئے جا سکے' دارالمصنفین ' دارالعلوم دیوبند' دارالعلوم ندوۃ العلماء مدرسۃ الاصلاح' جامعۃ الفلاح' مظہر العلوم' احیاء العلوم' مدرسہ بیت العلوم' دارالعلوم الاسلامیہ بستی وغیرہ تو چند نام ہیں' ورنہ قرب وجواب خصوصاً مئو' مبارکپور کے تمام مدارس اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی' جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی' شبلی نیشنل پوسٹ گریجویٹ کالج' اعظم گڑھ جیسے اہم تعلیمی مراکز کے نمائندے کثرت سے موجود تھے۔

بہت سے ایسے اسمائے گرامی ہیں جن کے ذکر سے ذہول عین ممکن ہے مولانا عبداللہ حسنی صاحب' مفتی محمد ظہور ندوی' مولانا محمود الازہار' مولانا محمود حسن حسنی ندوی' ڈاکٹر نفیس احمد چیف پراکٹر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ بقیہ صفحہ نمبر (۶۱) پر